

طلوع

مفکرِ احرار چودھری افضل حق

وجدان نے چودہ سو سال کی الٹی زندقہ لگا کر پہلے زمانہ کے واقعات کو تخیل کی نظر سے دیکھا۔ دنیا بد اعمالیوں سے ظلمت کدہ بنی ہوئی تھی۔ کفر کی کالی گھٹا ہر طرف تلی کھڑی تھی۔ عصیاں کی بجلیاں آسمان پر کوندتی تھیں۔ نیکی نفس کی طغیانوں میں گھری ہوئی تھر تھر کانپ رہی تھی۔ راہِ راست سے بھٹکی ہوئی آس اور یاس کی حالت میں ادھر ادھر دیکھ رہی تھی کہ کہیں روشنی کی کرن پھوٹے اور اسے سلامتی کی راہ مل جائے۔ وہ کفر کے اندھیرے میں ڈرتے ڈرتے قدم اٹھا رہی تھی۔ دیکھو وہ چند قدم چل کر رک گئی۔ سر راہ دوزانو ہو کر عالم یاس میں سینے پر ہاتھ باندھے گردن جھکائے مصروف دعا ہو گئی۔ اور نہایت عجز اور الحاج سے بولی۔ اے نور و ظلمت کے پروردگار! میں غریب اس پُر ہول اندھیرے میں کب تک بھٹکتی پھروں۔ اے آقا! اپنے کرم سے اس نور کا ظہور کر جو ظلمت کدہ دہر کو منور کر دے۔ وہ نور پیدا کر جو بے بصر کو طاقت دید بخشنے۔ اس نے آمین آمین کہہ کر سر جھکایا۔ ایک بیک اس کے دل میں خوشی کی لہر اٹھی اور اس کے رخسار نو شکفتہ گلاب کی پنکھڑیوں کی طرح شاداب نظر آنے لگے، کیونکہ اسے قبولیت دعا کا القاء ہو رہا تھا۔ پھر اس نے آہستہ آہستہ ستاروں سے زیادہ روشن آنکھیں اٹھائیں، کفر کی گھٹائیں چھٹ رہی تھیں۔ افق مشرق پر محبت کی کہانی سے زیادہ دلکش پو پھٹ رہی تھی۔ آفتاب ہدایت کے طلوع کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔

۲۰ اپریل ۵۷۱ء مطابق ۹ ربیع الاول دوشنبہ کی مبارک صبح کو قدسی آسمان پر جگہ جگہ سرگوشیوں میں مصروف تھے کہ آج دعاے خلیل اور نوید مسیحائے مجسم بن کر دنیا میں ظاہر ہوگی۔ حوریں جنت میں تزئین حسن کئے بیٹھی تھیں کہ آج صبح کائنات کا غازہ نمودار ہوگا، جس کے عالم وجود میں آتے ہی شرک اور کفر کی ظلمت کا فور ہو جائے گی۔ لوگ اپنے پروردگار کو جاننے لگیں گے، نسل اور خون کے امتیاز کی لعنت مٹ جائے گی۔ غلام اور آقا ایک ہو جائیں گے، شبنم نے عالم ملکوت کی ان باتوں کو سنا اور یہ پیام مسرت کرہ ارض کے کانوں تک پہنچا دیا۔ وہ خوشی سے کھل گئے، کلیاں مسکرائے لگیں، بی بی آمنہ کے بطن سے وہ لعل جہاں تاب پیدا ہوا، جس کے لئے قعرِ مذلت میں گرمی ہوئی انسانیت کو اٹھانا، غریب اور غلام کو بڑھانا، عورت کو مرد کے برابر کر دکھانا ازل سے مقدر ہو چکا تھا۔

وہ نومولود زچہ خانہ میں مسکرایا۔ اس کائنات ارضی کا ذکر کیا، فضائے ملکوت میں بھی مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ کیونکہ دنیا کو سچی خوشی کا سبق اس سے ملنے والا تھا کفرِ سجدہ میں گر گیا۔ ادیانِ باطلہ کی نبضیں چھوٹ گئیں۔ عبداللہ کا بیٹا آمنہ کا جلیا دنیا میں کیا آیا، دنیا پر مستقل ترقی کے دروازے کھل گئے۔ کائنات کی خوابیدہ قوتیں بیدار ہو کر مصروفِ عمل ہو گئیں۔ انسانیت کی تعمیر اخوت و مساوات کی خوشگوار بنیادوں پر شروع ہوئی۔ متلاشیانِ حق کو ایسا عرفانِ الہی عطا ہوا کہ ماسوی اللہ کا خوف خود بخود دل سے جاتا رہا۔

ماہنامہ ”نقیب ختم نبوت“ ملتان

دین و دانش

آپ ﷺ کی والدہ نے پیدائش کے دو تین روز بعد دودھ پلانے کے لئے آپ کو ابولہب کی لونڈی ثویبہ کے سپرد کر دیا۔ کچھ دنوں کے بعد حسب دستور قبیلہ ہوازن کی عورتیں شہر میں آئیں تاکہ کوئی بچہ اجرت پر دودھ پلانے کو مل جائے ان عورتوں میں مائی حلیمہؓ بی بی آمنہ کے گھر آئیں۔ آنحضرت ﷺ کو یتیم جان کر سوچ میں پڑ گئیں۔ تقدیر نے کہا حلیمہ گدڑی کو نہ دیکھ لعل کو دیکھ۔ دین و دولت کو چھوڑ کر خالی ہاتھ نہ جا۔ اس کے نام سے تیرا نام رہے گا۔ اس کی دایہ بن اور دنیا میں عزت حاصل کر! بی بی آمنہ نے جب اپنے لخت جگر کو مائی حلیمہ کے سپرد کیا ہوگا، بیٹے کی جدائی کے تصور نے قلب میں قلق کے کتنے طوفان اٹھائے ہوں گے مگر آزاد قوم کی بہادر عورتیں بچوں کی جدائی برداشت نہ کریں تو اپنی نسل میں غلامی اور ارباب کا ورثہ چھوڑ جائیں۔ جو مائیں غم کے آنسو بہا کر بچوں کو تربیت گاہوں اور جنگ و پیکار کے میدانوں میں جانے سے روکتی ہیں انہیں قدرت فرزندوں کی کامیاب واپسی پر خوشی کے آنسو بہانے کا موقع نہیں دیتی۔ مائی حلیمہ بچے کو لے چلی، بی بی آمنہ نے نورِ نظر کے صحت و سلامتی سے واپس لوٹنے کی دعائیں مانگیں۔ خدا کی برکتیں قریش کے گھر سے نکل کر ہوازن کے قبیلہ میں داخل ہو گئیں۔

جو موتی ریت کی تہ میں پائے جاتے ہیں، وہ دُرّ شہوار بنتے ہیں۔ مٹی اور پتھر میں رُلنے والے ہیرے کو ہنور کہلاتے ہیں۔ غریب بچوں کے لئے قدرت کی یہ تسلیاں ہیں۔ محمد ﷺ حلیمہ کی گود سے چل کر زمین پر بیٹھنے کی سعی کرتے ہیں۔ حلیمہ! انہیں سخت زمین پر کھیلنے اور اٹھ اٹھ کر گرنے سے نہ روک۔ ان کے ارادہ میں سختی پیدا ہونے دے تاکہ ان کی عزیمت کے سامنے لوہا پانی اور پتھر موم ہو جائے۔ انہیں زمین پر کھیلنے دے۔ قالین پر لوٹنے والے بچے ارادے کے کمزور ہوتے ہیں۔ دیکھو، سعید فطرت بچہ قدرت کے مکتب میں تعلیم پا رہا ہے اب پانچ برس کی عمر ہے۔ رضاعی بہن ”شیماء“ کے ساتھ بھولی بھٹکی بھیڑ بکریوں کے پیچھے پھرتا ہے اور انہیں گلہ میں واپس لانے میں مدد دیتا ہے۔ جب کسی بھیڑ بکری کو واپس لاتا ہے تو اسے دنیا مسرت سے بھری ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

کھلی ہوا اور بکریوں کے پیچھے دوڑ دھوپ نے بچے کے ہاتھ پاؤں مضبوط کر دیئے ہیں۔ جب چھ برس کے بعد بچہ لوٹا تو ماں نازک پودے کو مضبوط پا کر باغ باغ ہو گئی۔ کیونکہ مضبوط بازو ہی تو بچے کی آئندہ کامرانیوں کے عنوان ہیں۔ پاکباز بیوہ خوشی کے زمانے میں کیوں زیادہ روتی ہے۔ ظاہر کی آنکھ جہاں خوشی کے نظاروں میں مصروف ہوئی، فوراً ہی سرتاج کی یاد تازہ ہو گئی جس کے خاک میں منہ چھپانے کے بعد سیدہ آرزوؤں کا مزار بن جاتا ہے۔ بی بی آمنہ کے دل میں فرزند نے خاوند کی یاد تازہ کر دی۔ بیوہ کے سوا کون جانتا ہے کہ خاوند کے مرقد میں کتنی کشش ہوتی ہے۔ شوہر کی موت کے بعد بیوہ کے لئے اس سے زیادہ خوشی اور اطمینان کی بات کیا ہے کہ وہ اس کی چھوڑی ہوئی نشانی کو لے کر خاوند کی قبر کے سرہانے کھڑی ہو اور آنسوؤں کے موتی نذر کرے۔

بی بی آمنہ چھ برس کے یتیم بچے کو ہمراہ لے کر خاوند کی قبر کی زیارت کو گئیں۔ مہینہ سے زائد مدینہ میں اپنے میکے رہیں۔ کسی سیرت نگار نے ذکر نہیں کیا کہ کتنی دفعہ اپنے جگر گوشہ کو ساتھ لے کر بی بی آمنہ آنسوؤں کا انمول تحفہ نذر چڑھانے مرقدِ محبت پر حاضر ہوئیں اور کتنی دیر دل کے ٹوٹے ہوئے آئینوں کو مرقد کی مٹی میں رلاتی رہیں۔ ہاں صرف اتنا بتایا ہے کہ عمر میں جوان، غم میں بوڑھی بیوہ واپسی پر مقام ابوا میں انتقال فرما گئیں۔